بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوٰۃ ــــ فی سبیل اللہ کی مد اور مسئلۂ تملیک

زکوٰۃ کی رقم کے استعمال کا معاملہ تقریباً تمام اسلامی احیائی تحریکوں میں ایک اہم اور قابل تصفیہ عُقدہ رہا ہے۔ تقریباً ہر تحریک میں تحریکی قیادت کے ہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ آیا اس تحریک کا کام منجملہ 'جہاد فی سبیل اللہ' کے ذیل میں آتا ہے یا نہیں ــــ اور کیا قرآن کے مختص کردہ آٹھ مصارفِ زکوٰۃ میں سے 'فی سبیل اللہ' کی مد کا اطلاق ان کی جدوجہد پر کرنا مطابقِ منشائے شریعت ہے یا نہیں؟

تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدّام القرآن کے حلقوں میں بھی اس بارے میں مختلف مواقع پر بحث مباحثہ ہوتا رہا ہے۔ سال ۲۰۰۴ء میں یہ بحث ایک مرتبہ پھر بھرپور انداز میں اُٹھی۔ چنانچہ اس ضمن میں متعدد مقالات تصنیف کیے گئے ــــ اور 'فی سبیل اللہ' کے حوالے سے تین موقف پیش کیے گئے۔ ایک موقف 'فی سبیل اللہ' کے بارے میں اس حد تک توسّع اور تعمیم کا تھا کہ دین کی خدمت کے اعتبار سے جو کام بھی کیے جائیں' چاہے وہ دعوت و تبلیغ کی نوعیت کے ہوں' اشاعت و طباعت کے ہوں یا تعلّم و تعلیمِ دین کے' وہ سب 'فی سبیل اللہ' ہونے کی بنا پر اس لائق قرار دیے گئے کہ زکوٰۃ کی رقم سے ان کے اخراجات پورے کیے جانا درست قرار پایا۔ دوسرا موقف اس کے بالکل برعکس سامنے آیا۔ اس موقف کے قائل حضرات نے 'فی سبیل اللہ' کو صرف 'قتال فی سبیل اللہ' تک ہی محدود کرنے کو ضروری خیال کیا۔ ان حضرات کے پاس اس بارے میں سب سے قوی اور مؤثر دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کے مذاہبِ اربعہ کا مفتٰی بہ قول یہی ہے' اگرچہ اہل سنت کے ہاں 'فی سبیل اللہ' کے حوالے سے دوسرے اقوال بھی ملتے ہیں۔ تیسرا نقطۂ نظر بین بین ہے۔ اس رائے کے حاملین 'فی سبیل اللہ' کو جہاد فی سبیل اللہ کے معنی میں لیتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ جہاد اپنے درجات اور مراحل کے اعتبار سے عسکری نوعیت کا بھی ہوتا ہے اور نظری و فکری بھی۔ تاہم جہاد کی یہ تمام اقسام 'جہاد فی سبیل اللہ' صرف اُسی وقت کہلائیں گی جب یہ

جدوجُہد خالصتاً اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد سے کی گئی ہو۔ ان مقالات میں سے چند منتخب مقالات ۲۰۰۴ء میں اپریل' مئی' جون' جولائی اور ستمبر کے حکمتِ قرآن میں شائع کیے جا چکے ہیں۔ قصہ مختصر' اس تمام علمی مباحثہ کے نتیجے میں تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدام القرآن کی سطح پر زکوٰۃ کے استعمال کے حوالے سے ایک فیصلہ ایک سال قبل کر لیا گیا تھا۔ تاہم موضوع کی اہمیت کے پیش نظر صدرِ مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدّ ظلہٗ کی خصوصی ہدایت پر حکمت قرآن کے زیرنظر شمارے میں اس مسئلہ سے متعلق بعض اور اہم تحریریں بھی قارئین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جا رہی ہیں۔

اس شمارے کے مضامین دو حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ پہلا حصہ تمام کا تمام تحریک جماعت اسلامی کے official مجلّہ ماہنامہ ترجمان القرآن سے ماخوذ ہے۔ تمام مضامین اسی ترتیب کے ساتھ ہیں جس میں وہ اس مؤقر جریدے میں شائع ہوئے۔ حتیٰ کہ مضامین کے ساتھ ادارتی نوٹ بھی شامل کر دیے گئے ہیں تاکہ قارئین پوری طرح اس پس منظر سے آگاہ ہو جائیں جن میں وہ اصلاً شائع ہوئے تھے۔ اس حصے میں جو مقالات شامل ہیں ان میں بنیادی طور پر تین امور پر بحث کی گئی ہے۔ ایک احیائی تحریک ہونے کی نسبت سے جماعت کے دعوتی' تبلیغی اور انتظامی معاملات پر اُٹھنے والے اخراجات کے لیے دیگر وسائل کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی رقم بھی آمدن کا ایک اہم جزو رہی ہے۔ آٹھ مصارفِ زکوٰۃ میں سے 'فی سبیل اللہ' کی مد میں وصول ہونے والی رقم کے استعمال کو امیرِ جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم و مغفور نے جماعت کی متنوع ضروریات کے لیے اس بنا پر درست قرار دیا تھا کہ جماعت کی تمام مساعی کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق 'جہاد فی سبیل اللہ' سے جُڑتا تھا۔ زکوٰۃ کی اس وصولی کے حوالے سے معترضین نے تین اہم اشکالات پیش کیے۔ ایک یہ کہ کیا جماعت کی جملہ مساعی اور اہداف کو 'جہاد فی سبیل اللہ' کی اُس تعریف میں شمار کرنا درست ہے جو اسے 'فی سبیل اللہ' کی اہم مدّ میں زکوٰۃ کی وصولی کا اہل بناتی ہوں؟ دوسرے یہ کہ کیا جماعت کے زکوٰۃ وصول کنندگان اور تقسیم کنندگان کے لیے 'عاملین علیہا' کا اطلاق اُسی طرح درست ہوگا جیسے کسی اسلامی ریاست کے لیے ہوتا ہے؟ اور تیسرا مسئلہ جو دوسرے مسئلے سے متصل اور جڑا ہوا ہے' وہ یہ کہ کیا جماعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی سے تملیک کا وہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے جو اسلامی فقہ میں قدیمی بھی ہے اور مختلف فیہ بھی؟

متذکرہ بالا امور پر ایک استفسار کے جواب میں امیر جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا مقالہ سامنے آیا جس میں انہوں نے توسّع کی حمایت میں اپنے موقف کی وضاحت فرمائی۔ اس پر مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ نے اسلاف کے نقطۂ نظر کا دفاع کرتے ہوئے جواباً مقالہ تحریر فرمایا جس میں مولانا مودودی کے موقف پر علمی اور تعمیری انداز میں تنقید کی گئی تھی۔ ان مقالات کے چھپ جانے کے بعد مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم' جو اُس وقت جماعتِ اسلامی میں نہ صرف شامل تھے بلکہ اپنے علمی مقام و مرتبہ کی بنا پر امیر جماعت کے قدم بقدم جماعت کو فکری رہنمائی فراہم کرنے کا اہم فریضہ بھی انجام دے رہے تھے' کا پُر جوش قلم حرکت میں آیا اور انہوں نے دو اقساط میں 'مسئلۂ تملیک' کے ذیل میں اِن تمام امور پر مفصل مقالہ تحریر فرمادیا۔ اس طرح 'thesis'، 'antithesis' اور 'synthesis' کی شکل میں ایسی نادر علمی تحریریں وجود میں آگئیں جو اسلامی تحریکات کے تمام وابستگان کے لیے بیش قیمت تحفے کا درجہ رکھتی ہیں۔

دوسرے حصے میں تین تحریریں ہیں جو اصلاً 'فتاویٰ' ہیں لیکن اس انداز سے تحریر کیے گئے ہیں کہ وہ بھی تحقیقی مضمون نظر آتے ہیں۔ یہ تینوں فتاویٰ اُس فکر کی نمائندہ تحریریں ہیں جو حنفی دیو بندی مسلک کے مراکز اور دارالافتاء میں رائج ہے۔ یادش بخیر' اسی موقف کی تائید پر مبنی ایک مبسوط مقالہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل استاد مولانا عتیق احمد بستوی نے بھی تحریر فرمایا تھا جو آٹھ اقساط میں ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ کے ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء کے شماروں میں شائع ہوا۔ موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے اس کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ یہ دونوں حصے مل کر 'فی سبیل اللہ' کی مد کو دو مختلف نقطہ ہائے نظر سے اس انداز سے واضح کرتے ہیں کہ 'فی سبیل اللہ' لازماً 'جہاد فی سبیل اللہ' ہی رہے اور ہر کارِ خیر پر محیط نہ سمجھا جائے!

اطلاع برائے قارئین

''حکمت قرآن'' کے زیر نظر شمارے کی حیثیت ''خصوصی اشاعت'' کی ہے اور یہ جولائی اور اگست ۲۰۰۶ء کے شماروں کے قائم مقام ہے۔ اس اعتبار سے اس کی ضخامت بھی دوگنا ہے۔